آخری فتح میری ہوگی

میں انسان ہوں اور آخری فتح میری ہوگی، میں جسم کی کمزوری کو کچل ڈالتا ہوں اور اس پر قابو پالیتا ہوں۔ اگر میرے جسم کو قید کرلیا جائے تو مجھے اس کی پرواہ نہیں، اگر اس پر خوف طاری ہوگا یا مصلحت اندیشی زنجیر پا ہوگی تو اس کو ٹھکرا دونگا۔ میں صداقت ہوں اور دنیا کو میری آواز سننی ہوگی۔ میں انصاف ہوں اور دنیا میں میری حکومت قائم ہوکر رہیگی میں آزاد ہوں اور تمام (ظالمانہ) قوانین کو توڑ ڈالتا ہوں، میں ظلم کو خاطر میں نہیں لاتا۔ میری ہمت بلند ہے، میں رہائی کا پیغام لے کر آیا ہوں۔

(جی گنز بحوالہ مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں ص ۱۵۵)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرویاتِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد سعید الرحمٰن علوی

عن شریح بن عبید یردہ الی مالکٌ عن ابن السعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اَنَّ النَّبیّ صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم قَالَ لَا تَنْقَطِعُ الْھِجْرَۃُ مَادَامَ الْعَدُوُّ یُقَاتِلُ فَقَالَ مُعَاوِیَۃُ بن ابی سفیان وعبدالرحمٰن بن عوف وعبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اَنَّ النَّبیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم قَالَ اِنَّ الْھِجْرَۃَ خَصْلَتَانِ اِحْدٰھُمَا اَنْ تَھْجُرَ السَّیِّاٰتِ وَالْاُخْرٰی اَنْ تُھَاجِرَ اِلَی اللہِ وَرَسُوْلِہٖ وَلَا تَنْقَطِعُ الْھِجْرَۃُ مَا تَقَبَّلَت التَّوْبَۃُ وَلَا تَزَالُ التَّوْبَۃُ مَقْبُوْلَۃً حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنَ الْمَغْرِبِ فَاِذَا طَلَعَتْ طُبِعَ عَلٰی کُلِّ قَلْبٍ بِمَا فِیْہِ وَکَفَی النَّاسُ الْعَمَلَ۔

(الفتح الربانی ص ۲۹۹ ج ۲۔ بحوالہ بلوغ الامانی و رجالہ ثقات)

اس قسم کی ایک روایت اس سے قبل بھی گذر چکی ہے۔ اس میں بعض چیزیں چونکہ زائد ہیں۔ اس لئے ان زائد چیزوں کی تشریح و وضاحت کے لئے یہ سطور قلمبند کی جا رہی ہیں۔

پہلے عرض کیا گیا تھا کہ کہ بعض احادیث سے لوگوں کو جو یہ شبہ ہوتا ہے کہ ہجرت کا سلسلہ منقطع ہو گیا یہ صحیح نہیں ان احادیث سے مراد صرف وہ ہجرت ہے جو مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف کی گئی۔ اس کی خصوصیات کے پیش نظر اس کا جو ثواب ہے اور اس پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو اجر مرتب ہوا وہ یقیناً بعد والوں کو نہیں مل سکے گا۔ لیکن جہاں تک مطلق ہجرت کا تعلق ہے گذشتہ حدیث میں بھی یہ مضمون نقل کیا گیا اور اب بھی اس کا خلاصہ عرض ہے کہ جب تک سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع نہیں ہوتا اس وقت تک ہجرت ہی نہیں ہر نیک عمل کا سلسلہ جاری رہے گا اور جب وہ گھڑی آ جائے گی تو بس یوں سمجھیں کہ قیامت کی تمہید سامنے آئے گی اسی وقت ہجرت سمیت کوئی عمل صالح مقبول نہیں ہوگا۔ یہ قیام قیامت کی اتنی بڑی علامت و نشانی ہوگی کہ اس کے بعد "ایمان بالغیب" کا قصہ ہی ختم ہو جائے گا اور اب "ایمان بالمشاہدہ" کی بات ہوگی اور ظاہر ہے کہ جس ایمان پہ نجات اخروی کا مدار ہے وہ "ایمان بالغیب" ہے ―― نہ کہ "ایمان بالمشاہدہ"۔

اس حدیث میں ہجرت کی دو قسمیں بیان فرمائی گئی ہیں ایک تو وہی جس کا تفصیلی ذکر پہلے اور مختصر ذکر اب ہو چکا۔ دوسری ہجرت جو اب بیان ہوئی وہ ہے "گناہوں کا ترک"۔ ان دونوں قسم کی ہجرتوں میں جو لطیف مناسبت ہے اہل علم پر وہ مخفی نہیں۔ وہ ہجرت یعنی اپنے گھر بار کو چھوڑنا وہ بھی وہیں ہوتی ہے جہاں کوئی خطہ ارضی نیکی و تقوے کے لئے تنگ ہو جائے ایسی جگہ سے ہجرت کر جانا اور ایسی جگہ جا بسنا جہاں آدمی اپنے دین و ایمان کے تقاضوں کو پورا

(باقی ۱۵ پر)

جلد ۲۶ ❖ شمارہ ۴۷
۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ ❖ ۲۲ رمئی ۱۹۸۱ء

اس شمارہ میں

لِلّٰہ الحمد .. (اداریہ)
صحابہ کرامؓ کا احسان (مجلس ذکر)
امانت الٰہی (خطبہ جمعہ)
معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یتیموں کی پرورش
سود خوری
شب و روز
عورتوں، بچوں کا صفحہ
وغیرہ

رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
مدیر منتظم
مولوی محمد اجمل قادری
مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک	سالانہ -/۶۰، ششماہی -/۳۰
	سہ ماہی -/۱۵، فی پرچہ ۱/۵۰

لِلّٰہِ الحمد

نظام العلماء پاکستان تنظیمی طور پر جس بحران کا شکار تھی۔ الحمد للہ وہ ختم ہو گیا اور جماعتی بزرگوں نے خاصی محنت اور بھاگ دو کے بعد اس پر قابو پا لیا —— جماعت کے امیر و سربراہ حافظ الحدیث درخواستی زید مجدہم نے کچھ عرصہ قبل، جن حالات میں مرکزی اور صوبائی تنظیموں کو معطل کیا تھا وہ اپنی جگہ ایک انتہائی ضروری اقدام تھا جس پر ہم قبل ازیں اظہار خیال کر چکے ہیں۔ اس کے بعد مختلف مقامات پر آپس میں صلاح مشورے ہوتے رہے تاآنکہ ۱۰ رمئی کو لاہور میں حضرت الامام لاہوری قدس سرہٗ کے مدرسہ قاسم العلوم میں ایک طویل نشست ہوئی جس کے فیصلوں کا اعلان اسی مدرسہ میں ۱۱ رمئی کو سہ پہر کو کر دیا گیا اور یوں الحمد للہ سینہ چاکان چمن پھر آپس میں آ ملے۔

امیر مرکزیہ نے مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم کو اختیارات تفویض کر دیئے تھے ان کی مصالحانہ مساعی اور پیش رفت کے ساتھ ساتھ حضرت المخدوم مولانا خان محمد صاحب دام مجدہم کا تدبر و حوصلہ رنگ لایا اور آپس کا بُعد ختم ہو گیا۔

ہمارا یہ خیال ہے کہ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ایثار کا کا مظاہرہ ان نظماء نے کیا ہے جنہیں ۱۹۷۶ء میں مجلس عمومی کی طرف سے اختیارات حاصل ہو جانے کے بعد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رفاقت کے لئے منتخب کیا تھا یہ حضرات یعنی مولانا محمد اجمل خاں، مولانا غلام ربانی، مولانا قاضی عبداللطیف اور مولانا زاہد الراشدی تھے جو مفتی صاحب مرحوم کے آخری لمحات تک معتمد رفقاء کی حیثیت سے جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے لیکن اب اس نازک موڑ پر مذاکرات کے دوران دوسرے فریق کے پیہم اصرار

پر اپنے عہدوں سے رضاکارانہ طور پر دست برداری کا اعلان کر کے جماعتی اتحاد کے لئے انہوں نے ایک ایسی بنیاد فراہم کی جس کے پیشِ نظر اتحادی عمل پروان چڑھ سکا۔ ہمیں یقین ہے کہ ان حضرات کا یہ ایثار ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور ان کی بے پناہ خدمات کے طور پر جماعتی حلقوں میں انہیں بنظرِ تحسین دیکھا جائے گا۔

اب جبکہ آپس کی تلخی محبت و پیار کا روپ دھار چکی ہے تو اپنے گرامی مرتبت بزرگوں اور احباب سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس عرصہ میں جو نقصان سامنے آیا اس کی تلافی کے لئے مکمل یک جہتی کے ساتھ قدم بڑھایا جائے اور ملک بھر کے کارکنوں کو اعتماد میں لے کر اپنی روایتی تنظیم کی ساکھ کو بحال کیا جائے۔ اس مرحلہ پر ایک بات مزید کہنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ آئندہ ماہ مجلس عاملہ کا جو اجلاس ہونے والا ہے اس میں جماعت کے اکابر یہ طے کریں گے کہ انہیں اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے یکہ و تنہا سفر کرنا ہے یا کسی اتحاد میں شریک ہونا ہے۔

ہم اپنی ناچیز گذارشات اس سے قبل بھی عرض کر چکے ہیں اور اب پھر کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے لئے بہترین راہ "صراطِ مستقیم" ہی ہے جس پر نہ دائیں بازو کی چھاپ ہے نہ بائیں بازو کی۔ مختلف قسم کے اتحاد قائم ہوتے ہیں اور ٹوٹ جاتے ہیں لیکن جماعت جماعت ہے اور اس کا سنہ سے قبل کا ماضی اپنی ایک حیثیت و اہمیت رکھتا ہے ــــ ضرورت اسی بات کی ہے کہ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچ سمجھ کر قدم اٹھایا جائے اور پالیسی طے کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ سارے ملک کی آپ پر نظریں ہیں۔ ہمارے خیال میں نام نہاد دائیں بازو کے افراد اور پارٹیاں اور بائیں بازو کے گروپ اور طبقات یکساں حیثیت کے مالک ہیں اور اسلامی نظامِ حیات کے لئے دونوں ہی ناقابلِ اعتماد !

ہمیں یقین ہے کہ یہ جماعتی اتحاد ملت کے لئے خیر کا باعث ہوگا اور آئندہ جماعتی اقدام اس سے کہیں زیادہ خیر و فلاح کا ضامن !

اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی تائید سے نوازے۔ آمین

علی ۱۳ مئی ۸۱ء

حکومت سے سندھ کے مدارس کی اپیل

وفاق المدارس پاکستان کے ایک وفد نے جو مولانا محمد اسعد تھانوی مہتمم مدرسہ اشرفیہ سکھر، مولانا حمد اللہ مہتمم دارالہدیٰ ٹھیڑی، اور مولانا غلام محمد مہتمم مدرسہ شمس الہدیٰ کلاب جیل پر مشتمل تھا اندرون سندھ میں گھوٹکی، کندہ کوٹ، شکارپور، رتوڈیرو، پیر شریف، لاڑکانہ، سکھر، ٹھیڑی، کلاب، جیل، نواب شاہ، نوشہرو فیروز اور کنڈیارو کا دورہ کیا۔ جہاں علاقہ کے علماء اور مدارس کے مہتمم حضرات پر مشتمل اجتماعات سے خطاب کیا اور تمام مقامات پر متفقہ طور پر حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ دینی مدارس کو قومی تحویل میں لینے کے مجوزہ منصوبہ اور مجوزہ آرڈی ننس کو فوراً ختم کر دیا جائے کیونکہ اس کا نفاذ نہ مذہبی طور پر مفید ہوگا نہ قومی مفاد میں بہتر ہے۔ تمام اجلاسوں میں اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ ۷ اپریل کو ملک کے مقتدر علماء سے ملاقات میں جناب صدر صاحب نے قومی کمیٹی برائے دینی مدارس کو توڑنے اور مدارس کے معاملات میں عدم مداخلت کا جو وعدہ کیا تھا اس کا اب تک واضح اعلان نہیں کیا گیا بلکہ اس کے بعد یہی قومی کمیٹی اس کے صدر اور ملک کی بے دین نوکر شاہی اس معاملہ میں سرگرم عمل ہے اور ہر قیمت پر اس منصوبہ کو نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ ان اجتماعات میں متفقہ طور پر حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ صدر صاحب کے وعدہ کے مطابق مدارس دینیہ میں عدم مداخلت کا مجوزہ منصوبہ واپس لینے اور قومی کمیٹی برائے مدارس کو توڑنے کی فوری ہدایات جاری کی جائیں۔

شبِ معراج

آج کی شب سرورِ لولاک پہنچے عرش پر !
منبع و سرچشمۂ ادراک پہنچے عرش پر

آج کی شب رحمتِ حق کے تجلّی زار ہیں !
ظاہر و باطن کے نورِ پاک پہنچے عرش پر

آج کی شب ساکنانِ عرش کی قسمت کھلی
شاہِ آب و باد و نار و خاک پہنچے عرش پر

عقل کی آنکھوں نے دیکھا یہ بھی منظر عشق کا
اک بشر لے کر دلِ بے باک پہنچے عرش پر

کون کہہ سکتا ہے حسن و عشق کا یہ ماجرا
کب بشر کی جرأتِ چالاک پہنچے عرش پر

سرورِ کونین کی رحمت کا لے کر آسرا
کیا عجب گر دیدۂ نمناک پہنچے عرش پر

آزاد شیرازی

دعائے مغفرت

حکیم حاجی محمد سعد اللہ صاحب چک ۲۷۲/ گ ب داؤ آنہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ مرحوم کے صاحبزادے حکیم علی محمد خدام الدین کے پرانے خادم اور تعلق والے ہیں۔ اپنے علاقہ کی جماعت کے نائب امیر ہیں۔ مرحوم خود بھی نیک صالح آدمی تھے۔ سب سے پہلے حضرت میاں غلام محمد صاحب دین پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے پھر حضرت لاہوری قدس سرہ سے اور اب حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہم سے تعلق تھا۔ وفات سے قبل ایک معقول رقم حضرت تک پہنچائی تاکہ صدقہ جاریہ کے طور پر استعمال میں لائی جائے۔

ادارہ مرحوم کے غم میں برابر کا شریک ہے اور قارئین سے دعاءِ مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔ (ادارہ)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب: خالد سلیم

صحابہ کرامؓ کا احسان

شیخ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کا بھی اتباع کروگے ہدایت پا جاؤگے صحابہ کرامؓ کثرت سے نمازیں پڑھتے تھے، اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے، اللہ کے سامنے نہایت اخلاص کے ساتھ وظیفۂ عبودیت ادا کرتے تھے۔ ان کی عبادت میں ریا اور دکھاوے کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ انہیں ہر لمحہ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش رہتی تھی۔

زندگی کا اصل مقصد تزکیۂ نفس اور اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ یہ اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لئے لقمۂ حلال بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیزوں کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اپنے گھر کا سب سامان اللہ کی راہ میں دے دیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ صدیقؓ! گھر میں کیا چھوڑ کے آئے ہو؟ آپؓ نے عرض کی اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام۔

سبحان اللہ! کیا شان تھی حضرت صدیق اکبرؓ کی —— ہے کوئی ماں کا لال جو حضرت صدیقؓ کی نقل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ سے اسلام کا بہت کام لیا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کئی فتنے کھڑے ہوگئے۔ جب آپؓ کے ذمے خلافت ڈالی گئی تو آپؓ نے ڈٹ کر تمام فتنوں کا مقابلہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو کامیاب فرمایا۔ آپؓ کے دورِ خلافت میں ایک جماعت نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ آپؓ نے ان کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کی کہ آپؓ اُن لوگوں سے جنگ کرنے لگے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور حج ادا کرتے ہیں، صرف زکوٰۃ میں تخفیف چاہتے ہیں۔ آپؓ نے ڈانٹ کر حضرت فاروقؓ سے کہا کہ اے عمرؓ! زمانۂ جاہلیت میں تم بہت بہادر تھے، اب اسلام لانے کے بعد بزدل ہوگئے ہو خدا کی قسم! اگر وہ اس ایک رسی سے انکار کریں جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں زکوٰۃ کی مد میں ادا کرتے تھے تب بھی مَیں اُن سے جنگ کروں گا۔

اسلام میں حضرت صدیق اکبرؓ کی یہ بہت بڑی خدمت ہے۔ اگر زکوٰۃ ادا نہ کرنے والی جماعت کے خلاف اعلانِ جنگ نہ کیا ہوتا، تو کوئی نماز میں تخفیف چاہتا، کوئی روزے میں اور کوئی حج کو مشکل تصوّر کرتا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ تمام عبادات کا نام و نشان مٹ جاتا۔

الحمد للہ! صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین کی کوششوں سے

(باقی ۲۲ پر)

خطبۂ جمعہ

ضبط و ترتیب: علوی

الٰہی امانت اور ہمارا طرزِ عمل

○ جانشین شیخ التفسیر حضرة مولانا عُبَید اللہ انور مدّظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ —— وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ○ صدق اللہ العظیم۔ (الاحزاب ۷۲-۷۳)

محترم حضرات! آپ نے سورۃ احزاب کی دو آیتیں ملاحظ فرمائیں۔ یہ بالکل آخری آیتیں ہیں۔ ان کا ترجمہ سب سے پہلے ملاحظ فرمائیں۔

"ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی۔ پھر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور اس سے ڈر گئے اور اسے انسان نے اٹھا لیا۔ بے شک وہ بڑا ظالم بڑا نادان تھا، تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے اور مومن مردوں اور عورتوں پر مہربانی کرے اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔"

(حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

سورۂ احزاب مدنی سورۃ ہے۔ اس کا موضوع حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں یہ ہے:

"اے پیغمبر! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم) آپ اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے میں کفار اور منافقین کی پرواہ نہ کریں بلکہ اقارب بھی ادائے فرض میں حارج نہ ہونے پائیں۔ (ص ۶۶۶)

اس سورۃ کا یہ آخری رکوع جس کی دو آیتیں معہ ترجمہ آپ نے ملاحظہ فرمائیں اس کا موضوع اور خلاصہ یوں ذکر فرمایا گیا۔

"اے مسلمانو! اپنے نبی کی ایذا دہی سے بچو اور اپنے فرض منصبی کی سبکدوشی کا طریقہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے سیکھو۔ (ص ۶۸۲)

○

امانت کی وضاحت

وہ امانت جسے نہ آسمانوں نے قبول کیا نہ زمین نے اور نہ دیوہیکل پہاڑوں نے، لیکن اس مشت خاک انسان نے قبول کر لیا وہ کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کے حواشی سے اس کا صحیح پتہ چلے گا۔ آپ فرماتے ہیں:

"(انسان نے) ستم کر دیا جو بوجھ آسمان، زمین اور پہاڑوں سے نہ اٹھ سکتا تھا اس نادان نے اپنے نازک کندھوں پر اٹھا لیا ؎

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنامِ من دیوانہ زدند

حضرت شاہ صاحب (شاہ عبدالقادر دہلوی قدس سرہٗ) لکھتے ہیں۔" اپنی جان پر ترس نہ کھایا۔ امانت کیا ہے؟ پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر، آسمان و زمین میں اپنی خواہش کچھ نہیں

پاہے تو وہ ہی ہے جس پر قائم ہیں۔ انسان میں خواہش اور ہے اور حکم اس کے خلاف، اس پرائی چیز یعنی حکم کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور پاتا ہے"۔۔۔ (موضح القرآن)

آگے حضرت مولانا عثمانیؒ قدس سرہ فرماتے ہیں جس کی تلخیص اس طرح ہے :۔ کہ

"اللہ تعالیٰ نے اپنی کوئی خاص نوعیت کی امانت اپنی مخلوق میں سے کسی نوع کے سپرد کرنی چاہی تاکہ وہ مخلوق اگر چاہے تو اپنے کسب و اختیار سے اسے ترقی دے سکے ۔۔۔ اور اس نوع کے جو افراد اس امانت کو پوری طرح محفوظ رکھیں انہیں تو انعام و اکرام سے نوازا جائے (اور اگر بغیر قصد و ارادہ ان سے لغزش ہو جائے تو ان کی ندامت کے سبب انہیں معاف کر دیا جائے) لیکن جو لوگ اس امانت کو غفلت و شرارت سے ضائع کر دیں ان کو سزا دی جائے ـــــ میرے خیال میں یہ امانت (جس کا یہاں ذکر ہے) ایمان و ہدایت کا ایسا تخم اور بیج ہے، جو بنی آدم کے قلوب میں بکھیرا گیا۔۔۔۔ اسی کی نگہداشت سے ایمان و ہدایت کا درخت اُگتا اور تناور ہوتا ہے۔ گویا بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی زمینیں ہیں۔ بیج امانت کی شکل میں اس نے بکھیر دیا۔ بارش برسانے کے لئے رحمت کے بادل بصورت وحیٔ الٰہی اسی نے بھیجے۔ اب آدمی کا فرض ہے کہ ایمان کے اس بیج کو جو اللہ تعالیٰ کی مقدس امانت ہے ضائع نہ ہونے دے بلکہ پوری کوشش سے اس کی حفاظت کرے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت و سستی یا غلطی سے بیج خشک نہ ہو جائے۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کے مطابق اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ارشاد رسالت ہے کہ امانت آسمان سے بندوں کے قلوب میں نازل کی گئی پھر لوگوں نے اس کی حقیقت و ماہیت کو قرآن سے سمجھا ـــ گویا قرآن منبع رشد و ہدایت ہے جو اس امانت کی تفصیلات سے ہمیں مطلع کرتا ہے۔

قرآن و سنت کے علوم کی بارش سے ٹھیک طور پر استفادہ کیا جائے تو ایمان کا درخت پھلتا پھولتا ہے اور آدمی اس کے شیریں ثمرات سے لذت اندوز ہوتا ہے لیکن اگر انوار الٰہی کی اس بارش سے استفادہ نہ کیا جائے یا استفادے میں کمی ہو تو اسی تناسب سے ایمان کا پودا نقصان پذیر ہوگا۔

انسان کا حوصلہ

یہ زبردست اور بوجھل امانت تھی جس کے تحمل اور اٹھانے کا حوصلہ کسی نے نہ کیا سب ڈر گئے اور سہم گئے۔ انسان جو قرآن کے الفاظ میں بڑا "ظلوم و جہول" ہے یعنی بڑا بے ترس اور نادان ہے۔ وہ آگے بڑھا اس نے اس بوجھ کو اٹھانے کی حامی بھری، اور سچ یہ ہے کہ جس اعزاز و اکرام سے اس کے خالق نے اس کی تخلیق کا ڈول ڈالا تھا اس کے پیشِ نظر اسی کو یہ بوجھ اٹھانا چاہئے تھا اسی میں اس کی استعداد تھی سو اس نے ایسا کیا۔ خالقِ کائنات کی افتادہ زمین جس میں خود مالک الملک نے تخم ریزی کر دی تھی اور اسے باغ و بہار بنا دیا تھا اب اس کی نگہداشت و حفاظت اسی انسان کا کام تھا جسے اللہ تعالیٰ نے حوصلہ دیا، محنت کی توفیق دی، کسی چیز کو آگے بڑھانے کی استعداد بخشی۔ سو انسان نے "خلیفۃ اللہ فی الارض" کے ناطہ سے کمال حوصلہ سے ایسا

کرنے کا اعلان کر دیا اور وہ مقدس امانت یعنی احکاماتِ الٰہیہ کی نگہداشت و حفاظت کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔

ظلوم و جہول

انسان نے حوصلہ کرکے ایسا کر تو لیا لیکن اللہ تعالیٰ اسے ظلوم و جہول فرما رہے ہیں۔ آخر ایسا کیوں؟ ظالم اور جاہل ان دو الفاظ سے تو آپ واقف ہیں۔ روزمرہ کی بولی ٹھولی میں یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ عام طور پر زیادتی کرنے والے کو ظالم اور ناواقف و نادان کو جاہل کہا جاتا ہے۔ یہ قرآنی الفاظ "ظلوم و جہول" انہی ظالم و جاہل کے مبالغے کے صیغے ہیں۔ یعنی زیادہ ظالم اور زیادہ جاہل، لیکن آپ اس سے یہ نہ خیال فرمائیں کہ ایک تو آپ نے امانت کا بوجھ اٹھایا۔ دوسرے آپ کو ظالم و جاہل کہا گیا۔ یہ بوجھ اٹھانا اسی ذات اقدس کی توفیق کا کرشمہ ہے جو ذرہ بے مقدار اور قطرہ ناچیز سے چنگا بھلا انسان بناتا ہے ـــ رہ گیا ظلوم و جہول کا مسئلہ تو ظالم و جاہل اسے کہا جاتا ہے جو عدل و علم کی صفات سے خالی ہو لیکن اس میں ان صفات کے حصول کی صلاحیت اور استعداد موجود ہو۔ فرشتے اپنی آفرینش کی ابتداء سے ان صفات عدل و علم سے متصف ہیں۔ اس لئے ان کا کوئی کمال نہیں، اور زمین، آسمان اور پہاڑ وغیرہ تو نہ ان میں یہ صفات ہیں نہ ان میں ان کے حصول کی صلاحیت ہے اس لئے نہ وہ اس امانت کے مستحق ہو سکتے ہیں نہ یہ! بس ایک انسان ہے اور کسی درجہ میں جن۔ جو فی الجملہ اس قسم کی صلاحیت و استعداد اپنے اندر رکھتا تھا، اسی لئے خالق کائنات کی طرف سے قرعہ فال اس کے نام نکلا ـــ اور دوسری جگہ ارشاد ہوا :۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ
وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ـــ

(الذاریات ۵۶) اور میں نے جو بنائے جِنّ اور آدمی سو اپنی بندگی کو۔ (حضرت شیخ الہندؒ)

چونکہ انسان میں فی الجملہ اس کی استعداد و صلاحیت تو تھی لیکن بہرحال امانت بہت عظیم تھی اور اس ذات کی طرف سے تھی جو عالم الغیب ہے جو تمام امور میں متصرّف ہے، انسانوں کے نفع و نقصان کا مالک ہے اور کائنات کے خزانوں کی تمامتر چابیاں اس کے قبضہ میں ہیں اس لئے یہ امانت معمولی نہ تھی۔ اس کا حق ادا کرنے کے معاملہ میں بعض لوگ تو بالکل ہی غفلت و سرکشی کا شکار ہیں انہیں ذرہ برابر اس عہد و پیمان کا احساس نہیں۔ وہ تو ظاہر ہے کہ عذاب و گرفت کا شکار ہوں گے کیونکہ وہ بدعہد ہیں، جھوٹے ہیں خائن ہیں رہ گئے وہ لوگ جو خلوص سے، سنجیدگی سے "کلمۃ اللہ" کی سربلندی و آبیاری کے لئے سرگرم عمل ہیں، محنت کرتے اور کوشش کرتے ہیں ان سے عملی زندگی میں کوئی خطا سرزد ہو جائے کوئی لغزش ہو جائے تو مالک الملک ان کو اپنے فضل سے معاف فرما دیں گے کیونکہ وہ غفور بھی ہیں اور رحیم بھی!

حضرات گرامی! ـــ آپ اندازہ فرمائیں کہ دو آیتوں کے مفہوم میں ایمان و اعمال صالحہ کی پوری عمارت اور ان پر مرتب ہونے والے نتائج کو کس کمال اعجاز سے بیان کیا گیا۔ اس میں ہمارے لئے دعوتِ فکر ہے اور سوچنے کا مقام ہے کہ وہ امانت جو ہم نے خود اپنے سر پر اٹھائی جس کے برداشت کرنے کا عہد و پیمان کیا اس کے تقاضوں کو ہم کس طرح پورا کر رہے ہیں؟ بہرحال سوچنے کا مقام ہے اور اللہ تعالیٰ سے حسن عمل کی توفیق کی درخواست ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ

برادران اسلام! ہم خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے بندے ہیں اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت ہیں مذہب ہمارا اسلام ہے۔ جس کا مجموعہ احکام قرآن پاک ہے۔ اس کی شرح حدیث خیر الانام:

فرقہ ناجیہ کی راہِ عمل

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ آپ کی امت میں تہتّر فرقے ہوں گے۔ بہتّر دوزخ میں جائیں گے اور ایک بہشت میں جائے گا۔ نجات پانے والے فرقے کی راہِ عمل وہی ہوگی جس کا ذکر خلاصۂ عقائد اسلامی کے عنوان میں آچکا ہے وہ اس دائرے سے کبھی باہر نہیں جاتے۔ قرآن و حدیث کے اجمال کی تفصیل یا ان کے کسی اشارے "دلالت" یا عبارت کا حل واضح تو کر دیتے ہیں لیکن اپنی طرف سے کوئی ایسی ایجاد نہیں کرتے جس سے مقصد اسلامی فوت ہو۔ خصوصیات اسلامی فنا ہوں حلقہ بگوشانِ اسلام میں افلاس آئے اور تفرقہ ہو جائے۔ افلاس و ذلّت کا شکار ہوں۔

اہلسنت والجماعت

اہل السنۃ والجماعت حقیقت میں مسلمانوں کے اسی مقدس گروہ کا نام ہے جس کے اندر اسلام حقیقی (جس کا ذکر فرقہ ناجیہ کی راہ عمل میں ہو چکا ہے) کی جھلک ہو اور مذکورۃ الصدر ایجادات سے پاک ہو۔

ہندوستانی کا وہابی

ہندوستان میں وہابی کا لفظ استعمال کے لحاظ سے ایک جنس قرار پاگیا ہے جس کے ماتحت دو نوع ہیں۔ ایک وہ وہابی جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ہمخیال و ہم مشرب و ہم مذہب ہوں۔ دوسرے وہ لوگ جو ائمہ اربعہ خادمان اسلام میں سے کسی کے فروعات میں متبع بھی ہوں لیکن اسلام محمدی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے روشن و منور چہرے سے بدعات کا (سیاہ) نقاب چاک کرکے دکھانا چاہیں تو یہ بھی (علماءِ سو کے ہاں) وہابی ہی کہلاتے ہیں۔ مقلدین ائمہ اربعہ ہزار دفعہ پکاریں کہ ہم کتاب و سنت کے بعد بقیہ خیالات فروعات مسائل میں محمد بن عبدالوہاب کے متبع نہیں ہیں بلکہ ائمہ اربعہ میں سے فلاں امام کے متبع ہیں۔

علم اسرار دین کے ذریعے منقول کو معقول کے ساتھ تطبیق دینا دین کی بہت بڑی خدمت ہے۔ اس کے ذریعے مسلمانوں کے اختلافات دُور کرکے اُن میں اتحاد پیدا کرنا سعی جمیل ہے یہ علم قرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ اور نفلی عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رح

معراج مبارک

گذشتہ تمہید کے بعد اب معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند عنوان قائم کرکے ان پر ترتیب وار بحث کی جاویگی۔

عنوانات

(۱) معراج جسمانی ہُوا یا روحانی (۲) معراج کا عقلی ثبوت (۳) روایات معراج میں سالوں کا

اختلاف (۵) نتیجۂ اختلاف (۶) معراج کے متعلق بعض خلاف شرع رسوم (۷) حدیث المعراج، (۸) تحفۂ معراج (۹) وعید تارک تحفۂ معراج۔

معراج جسمانی ہُوا یا رُوحانی

خلاصۂ عبارات تفاسیر

خازن: وَالْحَقُّ الَّذِیْ عَلَیْہِ اَکْثَرُ النَّاسِ وَمُعْظَمُ السَّلَفِ وَعَامَّۃُ الْخَلَفِ مِنَ الْمُتَأَخِّرِیْنَ مِنَ الْفُقَہَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ وَالْمُتَکَلِّمِیْنَ اَنَّہٗ اُسْرِیَ بِرُوْحِہٖ وَجَسَدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَدُلُّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا وَلَفْظُ الْعَبْدِ عِبَارَۃٌ عَنْ مَجْمُوْعِ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وَالْاَحَادِیْثُ الصَّحِیْحَۃُ الَّتِیْ تَقَدَّمَتْ (قَبْلِ ہٰذَا الْفَصْلِ) تَدُلُّ عَلٰی حُجَّۃِ ہٰذَا الْقَوْلِ لِمَنْ طَالَعَہَا وَبَحَثَ عَنْہَا وَالصَّحِیْحُ مَا عَلَیْہِ جُمْہُوْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ (خازن جلد ثالث)

معالم التنزیل: رُوِیَ عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ اَنَّہَا کَانَتْ تَقُوْلُ مَا فُقِدَ جَسَدُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَسْرٰی بِرُوْحِہٖ وَالْاَکْثَرُوْنَ عَلٰی اَنَّہٗ اَسْرٰی بِجَسَدِہٖ فِی الْیَقْظَۃِ وَتَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ الصَّحِیْحَۃُ عَلٰی ذَالِکَ (معالم التنزیل)

بیضاوی: وَاخْتُلِفَ فِیْ اَنَّہٗ کَانَ فِی الْمَنَامِ اَوْ فِی الْیَقْظَۃِ بِرُوْحِہٖ اَوْ بِجَسَدِہٖ وَالْاَکْثَرُ عَلٰی اَنَّہٗ اُسْرِیَ بِجَسَدِہٖ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ عُرِجَ بِہٖ اِلَی السَّمٰوٰتِ حَتّٰی انْتَہٰی اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی وَلِذَالِکَ تَعَجَّبَ قُرَیْشٌ وَاسْتَحَالُوْہُ (بیضاوی شریف جلد اوّل)

الحاصل عبارات مفسرینؒ کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور جسم مبارک دونوں کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر حضور الٰہی جل شانہٗ وعز برہانہٗ میں پہنچایا گیا اور یہی مذہب صحیح ہے انتہیٰ۔ اس مذہب کے مخالفین کی تعداد بمشکل ایک فیصدی ہوگی اور اس مذہب کا منشاء بعض صحابہ کرام (مثلاً حضرت عائشہؓ) کا قول ہے لیکن اس کا جواب محدثین یہ دیتے ہیں کہ اِسْرَاء یعنی رات کو بیت المقدس کی سیر دو دفعہ آپؐ کو کرائی گئی ہے۔ ایک دفعہ خواب میں جس کا ذکر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اور دوسری دفعہ واقعہ معراج میں اور یہ سیر جو واقعہ معراج میں ہوئی ہے یہ بیداری کی حالت میں ہوئی ہے اسی لیے تو کفار مکہ نے انکار کیا تھا اگر وہ لوگ بیداری کا واقعہ خیال نہ کرتے تو کبھی اس واقعہ کو بعید از عقل نہ سمجھتے اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی عمارت کے متعلق امتحانی سوالات نہ کرتے۔

معراج جسمانی کا عقلی ثبوت

انسان کے دو جزو ہیں ایک جسم جس کی ترکیب عناصر کے اجزاء لطیفہ سے ہے اس حصہ کے نشو ونما کے لیے انہی اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے۔ جن کی ساخت عناصر سے ہو اور دوسرا جزو انسان کی روح ہے۔

روح کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ چار ماہ بعد جب ساخت عضاء ماں کے رحم میں مکمل ہو جاتی ہے تب خداتعالیٰ کی طرف سے ایک برقی طاقت اس جسم بے جان کے اندر آگھستی ہے اور وہ فوراً متحرک ہو جاتا ہے اور زندہ کہلاتا ہے۔ گویا کہ زندگی اس روح کے اثر کا نام ہے بدن کے ڈھانچے میں روح ہے تو انسان زندہ ہے ورنہ مُردہ، بلکہ تمام اقوال وافعال انسانی کا منبع فقط یہ روح ہے جب یہ روح بدن انسانی سے خارج ہو جاتی ہے تو انسان مُردہ بیکار اور سپرد زمین کرنے کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ تحریر سابق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان دراصل اس روح کا نام ہے اور جسم عنصری اس کا آلہ کار ہے ان دونوں کی نسبت انجن اور سٹیم کی سی ہے نقل وحرکت تو انجن کے پرزے ہی کرتے ہیں لیکن اگر سٹیم نہ ہو تو انجن ایک انچ حرکت نہیں کرسکتا سٹیم ہی کی بدولت ہزاروں کام انجن سے لیے جاتے ہیں یہی سٹیم جب زیادہ طاقت ور ہو جائے تو سالم انجن لکڑی کا کافی بوجھ اور کئی انسانوں کو اٹھا کر ہوا پر اڑنے لگ جاتا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح جب انسانی روحانیت کا سٹیم زیادہ تیز اور طاقت ور ہو جاتا ہے تو انسان کو اٹھا کر آسمان پر لے اڑتا ہے جس چیز کو انسان اپنی ناقص عقل اور محدود فہم سے ایک محدود حد تک پہنچا سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کام کو اپنے کلمۂ کن سے بے انتہا درجہ تک لے جا سکتا ہے بالفرض انسان اگر لوہے لکڑی

اور آدمی کو دو میل کی بلندی تک آسمان پر اُڑا سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کی قدرت میں انہی اشیاء کو دو کروڑ یا دو سنکھ میل بلکہ اس سے زاید مسافت پر پہنچانا کوئی بعید نہیں ہے۔

اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ؕ

نتیجۂ اختلاف

جو رسم و رواج حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عمل میں لائے گئے یا جن عبادات کو اس مبارک زمانہ میں عملی جامہ پہنایا گیا۔ آپؐ سے صحابہ کرامؓ نے سیکھے اور صحابہ کرامؓ سے ان کے شاگردوں نے سیکھے۔ علیٰ ہذا القیاس ایسی چیزوں میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مثلاً فرضی روزے ہر ایک مسلمان ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہی دیکھتا اور کرتا آیا ہے کہ رمضان مبارک میں ہی رکھے گئے لہٰذا کوئی شخص اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا۔ کہ روزے بجائے رمضان شریف کے ربیع الاوّل یا شعبان میں رکھے جائیں۔ لہٰذا برسوں اور مہینوں کے اختلاف مذکور سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ یا صحابہؓ کرام یا تابعین کے زمانہ میں معراج شریف کے نام سے کسی تقریب کے منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا جس میں خورد و نوش یا لباس و پوشاک یا کوئی عبادت کسی خاص دن یا رات میں ادا کی جاتی ہو اگر کوئی خاص اہتمام ہوتا تو ناممکن تھا کہ اس قدر اختلاف باقی رہتا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جسے حضور سرورِ کائنات فداہ ابی و امی کی اس عزت افزائی سے فرحت و سرور نہ ہو جو آپ کو معراج شریف کی رات دربارِ الٰہی میں نصیب ہوئی ہے لیکن اس خوشی کے اظہار کا وہ طریقہ بھی پسندیدہ بلکہ جائز نہیں ہے جو پنجاب میں اختیار کیا جاتا ہے اس خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ آئندہ تحفۂ معراج کے عنوان میں آئے گا۔

اختلاف روایات

نمبر شمار	سال	حوالہ کتاب
١	ہجرت سے پہلے چھ ماہ ہُوا	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج
٢	ہجرت سے پہلے آٹھ ماہ ہُوا	〃 〃 〃 〃 〃
٣	ہجرت سے پہلے گیارہ ماہ ہوا	〃 〃 〃 〃 〃 〃
۴	ہجرت سے پہلے ایک سال ہُوا	فتح الباری و عینی شرح بخاری،
۵	ہجرت سے پہلے چودہ ماہ ہُوا	فتح الباری
٦	ہجرت سے پہلے پندرہ ماہ ہُوا	فتح الباری وعینی شرح بخاری،
٧	ہجرت سے پہلے سترہ ماہ ہُوا	〃 〃 〃 〃 〃
٨	ہجرت سے پہلے اٹھارہ ماہ ہُوا	〃 〃 〃 〃 〃
٩	ہجرت سے پہلے تین سال ہُوا	عینی شرح بخاری
١٠	ہجرت سے پہلے آٹھ سال ہُوا	〃 〃 〃 〃

معراج شریف کس مہینہ میں ہُوا

نمبر شمار	نام ماہ	حوالۂ کتاب
١	شوّال	فتح الباری وعینی شرح البخاری
٢	ذی الحجہ	〃 〃 〃 〃 〃
٣	ربیع الاوّل	〃 〃 〃 〃 〃 〃
۴	ربیع الآخر	فتح الباری
۵	رجب	فتح الباری وعینی شرح البخاری
٦	رمضان	فتح الباری۔

خلاف شرح رسوم

پنجاب میں شب معراج شریف ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے۔ دن کو حلوا پوری پکایا جاتا ہے رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں۔ رات کو آتشبازی چلائی جاتی ہے اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی رکابیوں پر رنگین کاغذ منڈھے جاتے ہیں جن میں چراغ رکھ کر رات کو در و دیوار پر چراغاں کیا جاتا ہے

حدیثُ المعراج

مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معراج کا واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہُوا تھا ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا اس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا میرا دل نکالا پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی۔ میرا دل دھوکر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھدیا گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی جس کا نام براق تھا اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دوری پر پڑتا تھا۔ سب مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبرائیل (علیہ السلام) مجھے ساتھ لے گئے یہاں تک کہ آسمانِ دنیا پر جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرائیلؑ۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائیے۔ جب میں وہاں پہنچا وہاں میں نے آدم علیہ السلام کو پایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ آپ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں ان کو سلام فرمائیے میں نے ان پر سلام کہا آپ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر جبرائیل مجھے اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا۔ جبرائیلؑ پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائیے پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا وہاں یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) موجود تھے اور یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرائیل نے فرمایا۔ یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں ان دونوں کو سلام فرمائیے۔ میں نے سلام کہا دونوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرائیل مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا جبرائیلؑ۔ پوچھا گیا۔ آپکے ساتھ کون ہے فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائیے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ یوسفؑ کو پایا۔ جبرائیل نے فرمایا یہ یوسف (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرائیلؑ اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی کہا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرائیلؑ۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمدؐ۔ پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائیے پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا ادریس علیہ السلام کو وہاں پایا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا۔ یہ ادریس (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے ان کو سلام کہا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرائیلؑ مجھے اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا جبرائیلؑ۔ کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا۔ محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائیے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام کو وہاں پایا۔ جبرائیلؑ نے فرمایا۔ یہ ہارون (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرائیلؑ مجھے لے چڑھے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا

گیا۔ کون ہے فرمایا۔ جبرائیلؑ۔ پوچھا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا۔ محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا۔ فرمایا ہاں کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائیے۔ پھر دروازہ کھولا گیا جب وہاں پہنچا تو موسیٰ (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرائیل نے فرمایا۔ یہ موسیٰ (علیہ السلام) ہیں ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے ان کو سلام کہا انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ جب میں ان کے پاس سے گذرا تو رو پڑے۔ ان سے کہا گیا آپ کو کس چیز نے رلایا۔ فرمانے لگے اس لیے رویا کہ ایک نوجوان یعنی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بعد بھیجا گیا اس کی اُمت میری اُمت سے زیادہ بہشت میں جائے گی۔ پھر جبرائیل مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا کون ہے فرمایا گیا جبرائیلؑ۔ کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائیے جب میں وہاں پہنچا ابراہیم (علیہ السلام) کو وہاں پایا جبرئیلؑ نے فرمایا۔ یہ آپ کے باپ ابراہیم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب فرمایا پھر کہا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر میں سدرۃ المنتہٰی تک اٹھایا گیا۔ اس کا پھل ہجر کے مٹکوں جتنا بڑا تھا اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ جبرائیل نے فرمایا۔ یہ سدرۃ المنتہٰی ہے۔ وہاں میں نے چار دریا دیکھے دو دریا ظاہر، دو دریا باطن۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہے۔ فرمایا۔ دو باطن والے جنت کے ہیں۔ اور دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا اور میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ والے برتن کو لے لیا۔ جبرائیل نے فرمایا یہی فطرت ہے۔ جس پر تو اور تیری امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں (دربار الٰہی سے) لوٹ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا انہوں نے پوچھا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ (خداوند تعالیٰ کی قسم ہے میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں لوٹ کر جائیے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجئے پھر میں لوٹ کر گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں معاف فرما دیں۔ پھر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں لوٹ کر آیا پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرما دیں۔ پھر میں لوٹ کر موسےٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی کہا پھر میں لوٹ کر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرما دیں۔ پھر میں موسےٰ (علیہ السلام) کے ہاں لوٹ آیا۔ پھر ایسا ہی فرمایا پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ (تعالےٰ) نے دس اور معاف فرما دیں۔ پھر مجھے دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی فرمایا۔ پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا پھر میں لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پوچھا آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں جائیے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے بہت سوال کئے اب شرم آتی ہے۔ اب میں راضی ہو جاتا ہوں اور اپنا اور ان کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں آگے گذرا۔ ایک منادی نے آواز دی۔ میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کر لیا اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)

تحفۂ معراج

برادران اسلام: معراج مبارک کی حدیث کو غور سے پڑھ کر دیکھئے۔ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اپنی امتِ مرحومہ کے لیے کیا تحفہ لائے ہیں۔ روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت مرحومہ کے لیے بارگاہ باری جل مجدہٗ وعزّ اسمہٗ سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لائے ہیں لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ معراج شریف کو سچا جانے اور معراج شریف کی خوشی میں وہ تحفہ اور تبرک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اس کو قبول کرے۔ اور اس تحفۂ معراجیہ کو تا دم لحد ہاتھ سے نہ جانے دے۔ جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا وہ گویا کہ معراج شریف کی برکت آسمانی سے محروم رہنا چاہتا ہے۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ہاتھ مبارک جو اپنی امت کے ہر کلمہ گو کو تحفہ معراجیہ دینے کے لیے بڑھا ہوا ہے اس سے تحفہ لینے کا انکار کر رہا ہے۔

وعید تارکِ تحفۂ معراج شریف

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کو ملا دینے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے (مسلم) یعنی جو شخص نماز ترک کرتا ہے اس میں کفر کی بُو آ جاتی ہے۔ ایک دوسری حدیث شریف کا یہ مضمون ہے کہ جو لوگ نماز میں شریک نہیں ہوتے۔ جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا جائے۔

برادران اسلام۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے تحفۂ معراج کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: احادیث الرسولؐ

کر سکے ضروری ہے اور جو لوگ کسی شرعی عذر کے بغیر اس قسم کے دارالکفر میں پڑے رہے اور بہت سی بنیادی باتوں سے محروم رہے۔ انہیں ہی قیامت کی صبح کہا جائے گا کہ "الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا" کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم وہاں چلے جاتے۔

تو جب ایسی زمین سے ہجرت ضروری ہے جہاں آدمی نیکی و تقویٰ کی زندگی نہ گذار سکے تو اپنے طور پر گناہوں کا ترک کتنا ضروری ہوگا؟

یہی وجہ ہے کہ "گناہوں کے ترک" کو بھی ایک طرح کی ہجرت قرار دیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اپنے نفس کی خرابیوں اور برائیوں سے لڑنا جہاد ہے۔ بلکہ اسے "جہاد اکبر" کہا گیا ہے۔ اور دشمن سے لڑائی کو "جہاد اصغر"۔ ایک غزوہ سے حضور علیہ السلام کی واپسی ہوئی تو فرمایا "رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر"۔ کہ دشمن کے مقابلہ میں جہاد اصغر سے ہم جہاد اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں اور اس کی تعبیر "جہاد بالنفس" سے فرمائی گئی کیونکہ آدمی کے لئے بڑا مسئلہ شیطان و نفس کی فریب کاریوں کا ہے۔ حدیث کے بقول شیطان انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے اور نفس تو ہے ہی۔ نفس سے لڑائی اور گناہوں سے گریز یہ ایسی ہجرت ہے کہ آدمی اگر ایسا کر گذرے اور توفیق الٰہی سے اسے یہ سعادت نصیب ہو جائے تو اس سے بڑی کوئی خوش قسمتی نہیں —— یہ روایت جس کے راوی بقول ائمہ حدیث صحیح اور ثقہ ہیں ہمیں دعوتِ فکر دے رہی ہے کہ ہم اس ہجرت کی طرف توجہ کریں جسے حضور علیہ السلام نے "ترک گناہوں" کے مترادف قرار دیا —— اللہ تعالےٰ حسنِ عمل اور حسنِ توفیق سے نوازے۔

نماز دین کا ایک اہم ستون ہے

اسلامی معاشرت — یتیموں کی پرورش کا بہتر انتظام

نشریہ ریڈیو پاکستان لاہور، ۵/۵/۸۰، شام ۵ بجے ——— محمد سعید الرحمٰن علوی

****

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ و من تبعھم الیٰ یوم عظیم۔

اما بعد:۔

لغت کے اعتبار سے "یتیم" اس نابالغ بچے کو کہا جاتا ہے جس کے والد کا انتقال ہو جائے۔ ہمارے آقا و مولیٰ، رسولِ رحمت قائدنا الاعظم محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و سلامہ خود یتیم تھے کہ آپؐ کی پیدائش سے قبل ہی آپؐ کے والد انتقال کر گئے تھے۔ اسلامی معاشرہ میں زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق جتنی واضح، ٹھوس اور مفصل ہدایات و احکامات ہیں اس کا عشر عشیر کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتا۔ یتیم کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ قرآن و حدیث نے اس سلسلہ میں ایک مکمل دستور العمل ہمیں دیا تاکہ وہ معصوم کلیاں جو سایہ پدری سے محروم ہو چکی ہیں وہ کہیں اسی احساسِ غم میں مسلی نہ جائیں بلکہ انہیں معاشرہ کی طرف سے اتنا پیار نصیب ہونا چاہیئے کہ وہ اپنا غم بھول جائیں ——— بہت ہی اختصار کے ساتھ اس سلسلہ کی ہدایات عرض کی جا رہی ہیں تاکہ امّت اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے آگاہ ہو سکے۔

سورۂ بقرہ کی آیت ۲۲۰ میں ہے وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَیْرٌ۔ یعنی اے پیغمبر! (علیک السلام) لوگ آپ سے یتیموں کا حکم دریافت کرتے ہیں؟ آپ فرما دیجئے بہرصورت ان کے حال کی اصلاح کرنا بہت بہتر ہے!

سورۂ ضحیٰ میں پہلے تو رسول عربی علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یتیم نہیں پایا۔ پھر اس نے آپؐ کو ٹھکانہ دیا۔ پھر چند آیتیں آگے فرمایا فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ۔ آپؐ یتیم پر کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالئے۔ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء کی آیات ۸۳ اور ۳۶ میں یتیم کے ساتھ احسان کا حکم ہے۔ اربابِ لغت کے نزدیک احسان کا درجہ عدل سے بڑھ کر ہے۔ اس کا معنی بھلائی، نیکی اور نکوکاری ہے اپنی ذات کو سنوارنا احسان ہے تو دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنا بھی! سورۂ فجر کی آیات ۱۶ اور ۱۷ میں یتیم اور محتاج کی عزت، خدمت اور خبرگیری نہ کرنے پر رزق کی تنگی کی وعید ارشاد فرمائی گئی ہے اور سورۂ ماعون کی ابتدائی تین آیتوں میں یتیم اور محتاج کو کھانا نہ کھلانا قیامت کو جھٹلانے کے مترادف بتلایا۔ حضور علیہ السلام نے ایک ارشاد میں یتیم کی کفالت کرنے والے کے متعلق فرمایا، کہ وہ اور میں جنّت میں دو انگلیوں کی طرح ساتھ ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے جس میں حضور رحمتِ دو عالم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "سب سے پہلے مَیں جنت کا دروازہ کھولوں گا۔ ایک عورت بھی مجھ سے آگے آگے جا رہی ہو گی۔ مَیں معلوم کروں گا کہ یہ کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی کہ مَیں وہ بیوہ ہوں جو اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لئے نکاح ثانی سے رکی رہی۔"

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص یتیم کے سر پر محبت و شفقت سے ہاتھ پھیرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر بال کے بدلے اسے نیکی عطا فرماتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی سنگدلی کی شکایت کی تو آپ نے علاج کے طور پر فرمایا۔ "یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو تمہارا دل نرم ہو جائیگا۔"

قرآن عزیز نے سورۂ بقرہ کے ۲۶ ویں رکوع میں یتیم کی مالی امداد کا ارشاد فرمایا اور ۲۲ ویں رکوع میں فرمایا کہ ایمان لا کر اپنا مال محبت سے یتیموں کو دینا نیکی ہے۔" سورۂ بلد میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"یتیم کو بھوک میں کھانا کھلا دیا کرو، قرابت دار یتیم کو بھوک میں کھانا کھلا دینا گویا ایک بہت بڑی دشوار گھاٹی کو عبور کر لینا ہے۔"

اور سورۂ دہر کی آیت ۸ اور ۹ میں ہے وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا، اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں سعادتمند اور خوش قسمت لوگوں کی تعریف کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں۔ لیکن اس خدمت پر نہ تو ان سے کسی قسم کا بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ جبکہ سورۂ نساء کی آیت ۸ میں ارشاد ہے کہ وراثت کے مال کی تقسیم کے موقعہ پر اہل قرابت، یتامیٰ اور مسکینوں کو بھی استحباباً کچھ نہ کچھ دے دیا کرو اور ان سے شیریں کلامی سے گفتگو کرو یعنی ظاہر ہے کہ وراثت کا مال تو صرف ان عزیزوں کا ہے جن کے حصّے متعین ہیں، مرنے والے نے اپنے مال کے ایک تہائی حصّہ کی کسی نیک مقصد کی خاطر وصیت کر دی تو ایسا کرنا تو درست ہے ورنہ کسی کو اس کے مال میں تصرف کا حق نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ غیر وارث رشتہ دار اور یتیم و مسکین لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ وارث عزیز باہمی مشورہ سے ان کی کچھ نہ کچھ امداد کر دیا کریں اور چونکہ پورا حصہ انہیں نہیں مل سکتا اس پر انہیں محبت اور شیریں کلامی سے سمجھا بجھا دیا کریں تاکہ ان کی دل شکنی نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشادِ گرامی ہے کہ رسول مکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یتیم کو کھانا کھلانے کا ذمہ لے لیا اس کو اللہ تعالیٰ جنّت میں داخل کریگا۔ بشرطیکہ کوئی گناہ ایسا نہ کیا ہو جو بخشش کے قابل ہی نہ ہو۔

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا جس قوم کے دسترخوان پر یتیم ہوتا ہے، اور قوم اسے کھانے میں شریک کرتی ہے شیطان اس قوم کے قریب نہیں آتا۔

قرآن عزیز کی سورۂ نساء کی آیت ۱۰ میں یتیم کے مال کو ظلماً کھانا اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرنے کے مترادف قرار دیا۔ سورۂ انعام میں ایک جگہ فرمایا کہ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ اسی طرح کی آیت سورہ بنی اسرائیل میں بھی ہے۔ سورۂ نساء میں یہ بھی ہے کہ سن بلوغ تک پہنچنے سے قبل یتیم کا مال ان کے سپرد نہ کرو۔ مبادا وہ طفلانہ طبیعت کے سبب اسے ضائع کر دے۔ ہاں بالغ ہو جائے تو پھر کسی قسم کی حیل و حجت کے بغیر اس کا مال اس کے سپرد کر دو۔ یہ بھی لازم ہے کہ جب یتیم کسی

کے زیر کفالت ہو تو کوشش کرنی چاہیئے کہ اس کے لباس و خوراک کا اہتمام اپنے ہی مال سے کیا جائے ہاں کفالت کرنے والے کے مالی حالات خود بہتر نہ ہوں تو یتیم کے اثاثہ سے اس کی حاجت و ضرورت کے مطابق خرچ کرنے کی اجازت ہے لیکن زیادتی بہت بڑا وبال ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت کے مطابق جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو گناہ سب سے ہلاک کرنے کا باعث ہیں ان میں ایک یتیم کا مال کھانا بھی ہے۔ ایک اور روایت میں کبیرہ گناہ سات ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ جن میں ایک یتیم کا مال کھانا ہے۔ ایک حدیث میں ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پر حق اور لازم ہے کہ یتیم کا مال کھانے والے کو جنت میں داخل نہ کرے۔

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک روایت منقول ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ یتیم کا مال کھانے والے اس حال میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہونگے

اسی طرح سرکار دوعالم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات کچھ لوگوں کو پتھر کھاتے ہوئے دیکھا میں نے اس المناک اور تکلیف دہ صورت کا حضرت جبریل علیہ السلام سے سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ظلم سے یتیموں کا مال کھا رہے تھے۔

سورۂ نساء کی آیت ۳ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یتیم بچیوں کے ساتھ نکاح کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں ان کے حق میں ناانصافی کا ڈر ہو تو پھر دوسری عورتوں سے ایک چھوڑ چار تک نکاح کر لو لیکن یتیم بچی سے اس شکل میں نکاح نہ کرو۔ ہاں انصاف و مروت اور شرافت کا یقین ہو تو پھر صحیح ہے بلکہ بہت بہتر۔ یوں تو عام طور پر عورت کی خلقی کمزوری کا ذکر کرکے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اس سے نرم روی سے پیش آؤ لیکن سایہ پدری سے محروم ہونے والی بچی زیادہ مروت و شفقت کی مستحق ہے۔ سورۂ نساء کی ہی آیت ۱۲۷ میں ہے کہ

"یہ لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تم کو ان عورتوں کے بارے میں حکم دیتا ہے اور وہ آیتیں بھی اس حکم کو بیان کرتی ہیں جو قرآن میں تم پر تلاوت کی جاتی ہیں اور وہ آیتیں ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہیں جن کو تم ان کا مقررہ حق نہیں دیتے اور یہ چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کر لو۔ اور کمزور بچوں کے بارے میں نیز یہ کہ تم یتیموں کے معاملہ میں انصاف پر قائم رہو اور تم جو بھی بھلا کام کرو گے خدا تعالےٰ اس سے خوب واقف ہے۔"

قرآن عزیز کی متعدد آیات کا ترجمہ اور مفہوم نیز حضور نبی مکرم قائد انسانیت محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و سلامہ کے کئی ارشادات کا خلاصہ اس نقطہ نظر سے پیش کیا گیا کہ امت کو معلوم ہو جائے کہ اسلام یتیم کے معاملہ میں ہم سے کس قسم کا مطالبہ کرتا ہے؟ وہ اس کے ساتھ حسنِ سلوک، نیکی، مروت، اس کی مالی امداد، اس کے مال کی حفاظت اور اس کے بہتر نکاح نیز اچھی تعلیم و تربیت پر زور دیتا ہے اور اس نیکی و احسان پر اتنے بڑے صلہ کا وعدہ کرتا ہے کہ ایسے شخص کو جنت میں حضور علیہ السلام کی رفاقت کی خوشخبری

(باقی ۲۴ پر)

ان۔ ٹھاکر داس

سُودخوری

نوٹ

شمس الاسلام بھیرہ کی اشاعت فروری ۱۹۳۰ء میں شائع شدہ یہ مضمون قارئین کی خدمت میں پیش ہے آج کے حالات میں ممکن ہے یہ فائدہ مند ثابت ہو اور کوئی اپنے خیالات کی اصلاح کر سکے (ادارہ)

ناظرین! بحیثیت ایک آریہ سماجی اپنا حق سمجھتا ہوں کہ جس امر کو دل سے سچ مانوں اس کی اشاعت میں ہرگز گریز نہ کروں۔

سود خوری ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر علاوہ اہلِ اسلام کے کئی غریب مظلوم ہندو افراد جو سود پیشہ مہاجنوں، ساہوکاروں کی چیرہ دستیوں سے نالاں ہیں سخت خلاف ہیں۔ میری زبردست رائے ہے۔ کہ سود خوری، خون خوری کے برابر ہے۔ مکروہ ترین پیشہ اور انسانی سوسائٹی میں بڑی بھاری لعنت ہے جس سے رحم اور ہمدردی کا جذبہ بالکل مفقود ہو جاتا ہے۔ یہ مادہ پرستی کی ادنیٰ غار تک لے جاتی اور نشۂ دولت میں اس قدر مدہوش بنا دیتی ہے کہ اپنے پرائے کا خیال اور حق پرستی کا سوال کوسوں دُور ہو جاتا ہے۔ سود خوری نے دنیا میں عموماً اور غلام کمزور ہندو قوم میں خصوصاً ایک بڑا ہیجان پیدا کر دیا ہے سود پیشہ لوگوں کو کچھ اس طرح کا چسکا پڑ گیا ہے کہ سگے بھائی بہنوں تک کا خون چوسنے میں انہیں گریز نہیں اور اسے وہ دیوہار کے نام سے موسوم کرتے ہیں مگر اس سود سے غریب فرقہ کی حالت بد سے بدتر اور امیر اور غریب طبقہ میں ایک وسیع خلیج بنتی چلی جا رہی ہے۔ غرض اگر آپ ٹھنڈے دل اور مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر غور و خوض کریں گے تو اس سود نامراد کو دشمنِ حق، دشمنِ قوم، دشمنِ تہذیب، خلافِ غیرت و عزّت پائیں گے۔ منی لینڈرز بل جو گورنمنٹ نے مسترد کر دیا ہے اس سے بھی سخت صورت میں قانون بننا چاہیئے تھا تاکہ اہل اسلام کو نہیں بلکہ ہر قوم و ملّت کے غریب طبقہ کو اس سے امداد ملتی جن کی آہوں کا دھواں قوم کی مٹی پلید کر رہا ہے۔ اس بے چینی کی حالت میں اگر اب بھی گورنمنٹ عالیہ نے غریبوں کی آہ وزاری کو نہ سُنا تو بلند گردنوں کا علاج خدائے عادل ایسا کرے گا جیسا کہ روس اور دیگر ممالک میں ہُوا ہے مجھے اپنی فصاحت و بلاغت کی داد منظور نہیں اس لیے ناظرین اس رسالہ کی کتابت کی غلطیوں کو معاف کر دیں۔

سُودخوری ہر مذہب میں حرام ہے

آریہ سماج کے لیڈر اور واعظ اسلام کے بالا سنہری اصول پر انگشت نمائی کر کے سخت حماقت کا ثبوت دے رہے ہیں کیونکہ آریہ اور ہندوؤں کی مشترکہ و مقدسہ کتب ویدوں میں کہیں بھی سود کا ذکر نہیں اور قدیم مہذب ویدک زمانہ میں اس کا مطلق رواج نہ تھا مگر بعدہٗ جب ہندو اپنے اعلیٰ معیار سے گر کر مادہ پرستی کی جانب رجوع ہوئے تو اس وقت کے منو اور یاگیہ ولک رشیوں نے زمانہ اور وقت کو مدّنظر رکھ کر سمرتیوں میں کسید کے نام سے اشارۃً ذکر کر دیا۔ مگر اس کے ساتھ کافی قیود عائد کر دیں اس کے نتائج بد کے ساتھ ظاہر کر رہی ہیں۔ ورنہ وید مقدس تو اس مذموم لفظ سے مبّرا ہے جس کا دھرم ازلی، ابدی اور مکمل سمجھا جاتا ہے تھوڑے وقت کے لیے اگر منو کا حکم مان ہی لیا جائے تو ۲ سینکڑہ شرح سود اور پھر صرف دوکانداروں کے لیے جائز ٹھہرانے سے ملک کی بہت سی بڑھتی ہوئی برائیوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے اور اگر سچ پوچھو تو اس قدر قلیل سود نفی کے برابر ہے مگر یہاں کن لوگوں نے اس کو پیشہ بنا رکھا ہے اور کس قدر سود لے کر غریبوں کا خون چُوس

رہے ہیں اس کی قلم کو طاقت نہیں کہ بیان کرے۔ کیا ان باتوں کے اقرار سے بھی کسی کو انکار ہو سکتا ہے؟ کم از کم میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سود خوری کی کسی مذہب میں اجازت نہیں ہے ؎

مذہب نہیں سکھاتا کسی سے سود لینا
وید، گرنتھ، قرآن سارے بتا رہے ہیں

سُود خوری مکروہ پیشہ ہے

آج کل مہاجن و ساہوکارہ پیشہ کی اس قدر دھاک بندھ گئی ہے کہ عام لوگ ان سے بہت خائف رہتے ہیں۔ جس طرف سے یہ شائلاگ گذر جائیں۔ بیچارے حاجتمند قرضدار انکی سلامی بھرتے اور خوشامدیں کرتے نہیں تھکتے انہوں نے عدالتوں اور وکیلوں کو اپنی سنہری زنجیروں سے خوب جکڑ رکھا ہے۔ بیچارے دس روپے کے سپاہی کی حقیقت ہی کیا ہے وہ تو ان کی انگلیوں پر ناچتے اور غریبوں کو تنگ اور بے عزت کرنے میں ان کا اوزار بنے ہُوئے ہیں۔ رنڈیوں کو تو اپنے سنوارنے، جوبن نکھارنے اور اپنے ناز و انداز سے دوسروں کی دلربائی کا فکر رہتا ہے۔ مگر یہ حضرات صفریں بڑھانے اپنے قرضداروں پر عدالتی رعب بٹھانے، ان کی قرقی اور ظاہراً بے عزتی کرنے سے کبھی فرصت نہیں پاتے ان کی بڑی بڑی پیٹوں اور ان کی موچھوں کے تاؤ کو دیکھ کر بیچارے نادار قرضدار کا خون خشک ہو جاتا ہے کئی تو ان کے مظالم سے تنگ آکر اپنے ہاتھوں سے ہمیشہ کی مخلصی پاتے ہیں۔ افسوس۔ مگر اس کے ساتھ ان زر کے پجاریوں کی جسمانی اور اخلاقی حالت بھی قابلِ رحم ہے گھروں میں استعمال کے متعلق تمام چیزیں خاص مقدار میں تول کر بھیجتے ہیں سوکھے ٹکڑوں ہی پر دوزخی زندگی بسر کرتے ہیں۔ خدانخواستہ کوئی مہمان آجائے تو ان کا گھر ماتم کدہ بن جاتا ہے۔

سُود خوری کے حق میں دلیل

کہ کمائے روپیہ کا کیوں نہ اس طرح فائدہ اٹھایا جائے کس قدر بودی دلیل ہے۔ کیونکہ روپیہ کو کسی کاروبار، خریداری زمین، دوکانات یا عمارات میں خرچ کرنا، اور اس میں خود مصروف ہو کر انسانی طبقہ کی ایک ضرورت کو پورا کرکے اس میں اپنا بھی فائدہ اٹھانا تو ایک پیشہ ہے۔ جس کی خدائے عالم نے ہر ایک کو تلقین فرمائی ہے اور اس نیک کمائی و مشقت میں سے از راہ ہمدردی خیرات دینا لازمی قرار دیا ہے مگر نقد روپیہ سے روپیہ کمانا جس سے نہ ہاتھ ہلے نہ پاؤں نہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی کہاں کا پیشہ ہے۔ بازاری عورتیں اور دختر فروش بعینہٖ مکروہ پیشہ اختیار کرکے بلا مشقت و محنت بآسانی فراہمی زر کر لیتے ہیں۔ نیز جواری اور ڈاکو بھی تو سہل طریقہ سے سیم و زر کے مالک بن جاتے ہیں۔ افسوس زر پرست قوم نے دختر فروشی کے کسب میں بھی کمال کر دیا ہے چنانچہ ایک مقام پر ایک برہمن صاحب اپنی دو لڑکیاں بیچ کر اس ساہوکارہ پیشہ کے اختیار کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور وہ برہمن مہاجن اس قدر صاحب جائداد ہو گئے ہیں کہ تمام ہل وہ ان کے آگے پانی بھرتے ہیں سچ ہے پیشہ یا رنڈیوں اور جواریوں کے یا دختر فروشوں اور سود خوروں کے پاس، لعنت ہے ایسے پیشے پر اور تف ہے ایسی زندگی پر۔ اور افسوس ہے ان کے حمائیتیوں پر۔ ع

خدا نے دیئے ہاتھ کہ ہلا کر کے کمائیں
کھائیں خود اور دوسروں کو ساتھ کھلائیں

سُود خوری سے باہمی اعتبار عنقا ہو جاتا ہے،

روپیہ کمانا اور فراہم کرنا کوئی گناہ نہیں مگر ناجائز وسائل سے دوسروں کا گلا کاٹ کر روپیہ پیدا کرنا مکروہ ترین فعل ہے۔ جس سے ایمانداری اور باہمی اعتبار کا قلع قمع ہو جاتا ہے کہاں ہیں ہندوؤں کے وہ پُرانے افسانے کہ گھروں کو تالے نہ لگتے تھے باہمی حاجت روائی بنا تحریر و اشٹامپ کے ہوتی تھی۔ عدالتوں کا وجود تک نہ تھا لوگ ایمان کے پکے، زبان کے سچے، وعدے کے پورے ہوتے تھے مگر آج کل عدالتوں میں دیوانوں کے دیوانی اور حیوانوں کے فوجداری مقدمات کی کس قدر بھرمار ہوتی ہے۔ کہ چھ گھنٹوں کے لیے ایک خاصہ بازار لگ جاتا ہے۔ عدالت ہائے دیوانی میں تو صرف زر کے مقدمات لیے جاتے ہیں مگر فوجداری عدالتوں کے مقدمات میں بہت سے زر پرستی کے حیوانی درجہ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اعتبار کی تو آج کل مٹی پلید ہے۔ اشٹام ناکارہ ثابت ہو رہے ہیں۔ ہاں آج کل سائنسدان اشٹامپ پر فریقین و

گواہان کی عکسی تصاویر حاصل کرنے کا طریقہ ایجاد کرنے کی فکر میں ہیں۔ ساہوکارہ بل کے پاس ہو جانے پر گورنمنٹ پنجاب تنازعات زر کے دفیعہ کے لیے ایک خاص رجسٹر بناتی اور ان کی نگرانی کے لیے سپکٹر ور انسپکٹر سرمایہ داروں کی سنہری زنجیروں سے آزاد رہ جاتے افسوس زر کے حریصوں نے وہ بل بھی پاس نہ ہونے دیا بہر حال امانت، ایمانداری کا وہ زمانہ ختم ہو چکا ہے باہمی اعتبار نہیں رہا۔ ع

ایماں کے زماں وہ ہوا ہو گئے
خوں چوس غیروں کے شاہ ہو گئے

سودخوری سے الفتِ باہمی کا خانہ خراب ہے

قومیت کہاں۔ یہاں تو الفت برادرانہ بھی کافور ہے۔ بھائی بھائی کا گلا گھوٹنا چاہتا ہے۔ باپ بیٹے، بھائی بہن میں دیوار کے بہانے، لین دین میں سود کا رواج چل پڑا ہے۔ بھائی بھائی کی جائیداد سود کی لپیٹ میں ہضم کرنے، بھائی کے بہن کو بے خانماں کر دینے کی سینکڑوں مثالیں ہر جگہ ملتی ہیں، غریب، حاجت مند، بھائی کی بوقتِ ضرورت دست گیری کرنے کی بجائے اُسے اور بھی غار مصیبت میں دھکیلا جاتا ہے، اسے عاجز جان کر اس کی جائیداد اور عزت پر ہاتھ صاف کیا جاتا ہے۔ برادریوں میں نہ اب وہ رنگت ہے، نہ باہمی یگانگت۔ زردار اپنی ذات کے غریب طبقہ کے ساتھ ناطہ رشتہ کرنا ہتک خیال کرتے ہیں۔ غریب بھائیوں کی شادی بیاہ میں شامل اور دکھ اور موت میں کوئی ہمدردی کرنے نہیں آتے۔ اپنے غریب بھائیوں کو خفیہ امداد دینے ان کو لڑکیاں دے کر ان کی مالی حالت سنوارنے، برادریوں میں ایک فرش پر بیٹھ کر ہر ایک کے دکھ سکھ کے ذکر سننے کی بجائے اب تو شملہ، منصوری اور کشمیر کی ہوا خوریوں، ڈپٹی کمشنر اور گورنر کی ملاقات، تحصیلداروں اور رائے صاحبوں کے ساتھ گارڈن پارٹیاں اڑانے سے یا بنکوں اور اسامیوں سے روپیہ کے لین دین کے معاملات کے سوا ان کو فرصت قطعی ملتی ہی نہیں۔ ان کو بھلا دکھی بھائیوں کی یاد کیسے آئے۔ ان کا دل غریبوں کے غم و رنج میں کیسے پگھلے۔

ایک جگہ ایک رائےصاحب نے اپنے غریب مفلس بھائی کو اپنے سے روپیہ قرض دے کر اسے لڑکی کی شادی دھوم دھام سے رچانے کے لیے سخت تنگ کیا۔ مگر مفلس بھائی دانا اور دلیر تھا۔ لڑکے والوں کو صرف تین آدمی برات میں لانے کو کہلا بھیجا چنانچہ ایسا ہوا۔ تین آدمیوں والی برات معمولی طور پر رسومات شادی ادا کرکے معمولی جہیز اور ڈولی کے ساتھ وداع ہوئی۔ اس پر رائے صاحب اور اس کے یار ساتھی منہ دیکھتے ہی رہ گئے اگرچہ مفلس بھائی اپنے دولت مند بھائی کے قید خانہ سے صاف بچ کر نکل گیا۔ مگر وہ الفت برادرانہ کہاں۔ ؎

نہ یاروں میں رہی یاری نہ بھائیوں میں وفاداری
محبت اٹھ گئی ساری یہ زر نے رنگ دکھائے ہیں

سودخوری کا ملکی اقتصادی حالت پر بُرا اثر

سود سے ملک کی اقتصادی کو بہتر سمجھنے والے سخت غلطی پر ہیں۔ کیا ہُوا۔ اگرچند مہاجن دوسروں کا خون چوس کر موٹی جونکیں بن گئی ہیں جن سے وقتاً فوقتاً گورنمنٹ اور بنک قرضہ جات میں کچھ امداد حاصل کر لیتے ہیں اور چاپلوسی مذہبی سوسائٹیاں ان کے نام کے ڈنکے بجا کر اپنی مطلب براری کر لیتی ہیں۔ مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ غریب طبقہ پر اس بدعت کا کیا اثر پڑ رہا ہے۔ سرمایہ دار جس بیوپار کو ہاتھ میں لے کر اسی کو کامیابی کے ساتھ سرانجام دے سکتا ہے مگر چھوٹے درجہ کے شخص سُود کے بھوت اور دوکانوں کے گراں کرایوں کے جوت سے کسی کام کو ہاتھ میں لینے کا حوصلہ نہیں کر سکتے۔ روپیہ قرض لے کر بیوپار کرکے روٹی نکالنا۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ نیز سود کے لالچ سے ایک بھائی کا دوسرے بھائی کو اٹھانا کہاں، الٹا اس کو گرانے کی فکر میں رہتا ہے کرایوں پر سود کا جو اثر پڑا ہے۔ وہ کلکتہ، لاہور، بمبئی اور شملہ والوں سے پوچھئے۔ دوکانوں و مکانوں کے مالک کرایہ ان کی مالیت کے سود کی نسبت سے لگاتے ہیں۔ بلکہ کہیں کہیں شملہ جیسے مقامات میں تو کرایہ سود مالیتِ جائیداد سے بھی تجاوز کر گیا ہے۔ چنانچہ آج کل بہت سے دانا امیر آدمی اپنی جائیداد چھوٹے قصبہ جات میں

سے فروخت کرکے بڑے شہروں میں کوٹھیاں بناتے چلے جارہے ہیں۔ جہاں غریبوں کو رہائش حاصل کرنا اور مزدوری کرنا سخت مشکل ہوگیا ہے۔ بیچاروں کو اپنی مزدوری کا ایک بڑا حصّہ سرمایہ داروں یا دوسرے معنوں میں سود خوروں کی نذر کرنا پڑتا ہے۔

یکم شعبان سر پر ہے

کیا آپ کو معلوم ہے کہ مشہور دینی مرکز شیرانوالہ دروازہ میں یکم شعبان المعظم سے دورۂ تفسیر شروع ہو جاتا ہے۔

نصف صدی سے زائد عرصہ میں اس کلاس میں ہزاروں لوگوں نے داخلہ لیا اور آج وہ ساری دنیا میں خدمتِ قرآن میں مشغول ہیں۔ امام العصر کاشمیریؒ، شیخ الاسلام مدنیؒ، امام انقلاب سندھیؒ اور امام العلماء لاہوریؒ کے دستخطوں سے مزیّن سند اسی کلاس کے اختتام پر ملتی ہے، آپ نے داخلہ لے لیا تو فبہا ورنہ جلدی کریں کہ نشستیں محدود ہیں۔

ناظم انجمن خدّام الدّین، لاہور

بقیہ : مجلسِ ذکر

قرآن و حدیث کی تعلیمات ہمارے لئے مشعلِ راہ بنیں۔

لیکن افسوس ہے کہ ہم جھوٹ بولنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔ رزقِ حلال کی کوشش نہیں کرتے اسی لئے ہم آج ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمیں لقمۂ حلال نصیب فرمائے اور صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اے اسلام کی بیٹیو!

تمہارے بڑھے ہوئے ناخن

کٹے ہوئے بال

اور

بے نقاب چہرہ

اسلامی اصولوں سے بغاوت کی دلیل ہیں۔

خاموش مبلغ ملتان

رسائل

انجمن خدام الدین

حضرت لاہوریؒ کے مختلف مسائل پر تحریر کردہ مشہور رسائل کا تازہ ایڈیشن چھپ کر تیار ہے۔ قارئین کی سہولت کے لیے دو جلدوں میں طبع کرایا گیا ہے۔

ہدیہ جلد اول ۸ روپے

〃 دوم 〃 〃

یکمشت دونوں جلدوں کی خریداری پر ۱۴ روپے

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

خط و کتابت کرتے وقت

خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ایک ضروری اعلان

مجلس نشریاتِ اسلام کراچی کے ناظم مولانا فضل ربّی صاحب ندوی نے اعلان کیا ہے کہ جو طالب علم وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحان ۱۴۱۱ھ (دورۂ حدیث) میں درجہ اوّل میں کامیاب ہوگا۔ اسے مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی شاہکار تصنیف "تاریخ دعوت و عزیمت" کا مکمل سیٹ (چار حصے) بطور انعام پیش کیا جائیگا

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو عدد جلدیں دفتر کے پتہ پر بھیجنا ضروری ہیں

• تذکرہ علماءِ پنجابؒ (دو جلد)

ترتیب: اختر راہی

قیمت :

ملنے کا پتہ: مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

اختر راہی صاحب پڑھے لکھے لوگوں میں اپنے ٹھوس علمی کام کی وجہ سے خوب پہچانے جاتے ہیں۔ ملک بھر کے موقر و موثر رسائل و جرائد میں ان کے مقالات و مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں اور بہت سی چیزیں مستقل کتابوں کی شکل میں بھی سامنے آچکی ہیں جنہیں عام طور پر استحسان و پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا۔ زیر تبصرہ کتاب موصوف کی شبانہ روز کاوشوں کا نتیجہ ہے اس کے لیے انہوں نے کس طرح محنت کی اور ماخذ کی تلاش میں کس طرح بادیہ پیمائی کی اس کا اندازہ کچھ انہی لوگوں کو ہوسکتا ہے جو اس میدان میں کبھی سرگرم عمل رہے ہوں۔ تاہم اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو محنت کرتا ہے اس کی مراد اسے مل جاتی ہے — اختر صاحب نے محنت کی اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کا صلہ اس طرح دیا کہ ۸۶۰ صفحات کی یہ ضخیم کتاب دو جلدوں میں سامنے آگئی کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے کہ یہ ان علماء کا تذکرہ ہے جو پنجاب سے تعلق رکھتے تھے یا پنجاب میں مستقلاً آباد ہوگئے تھے۔ پنجاب ایک ایسا خطہ ہے جس کے لوگوں میں شرافت و نجابت بطریق اتم موجود ہے ملک و قوم پر کوئی سا مرحلہ آئے یہاں کے شیر دل جوان میدان میں کود پڑتے ہیں لیکن وہ چند خاندان جو بخت و اتفاق سے یہاں کے سفید و سیاہ کے مالک ہیں ان کے غلط طرز عمل نے خاصی مشکل صورتِ حال پیدا کر دی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ادھر اُدھر کے لوگ سارے خطہ سے ہی ایک طرح الرجک رہتے ہیں۔ بہرحال اس کتاب سے قارئین کو اندازہ ہوگا کہ اس دھرتی پر کس قسم کے نامور اہلِ علم و فضل پیدا ہوئے اور انہوں نے کیا کیا خدمات سرانجام دیں ۳۹۶ علماء کا تذکرہ شامل کتاب ہے ظاہر ہے کہ یہ فہرست حتمی نہیں اس میں مزید اور بہت زیادہ اضافہ ممکن ہے اور ہمیں یقین ہے کہ اختر صاحب اس سلسلہ میں کوشاں ہوں گے۔ بہت سے حضرات کا تذکرہ مفصل ہے کچھ کا مختصر اور ان سب باتوں کا متعلقہ مواد پر دارو مدار ہے آئندہ اس اعتبار سے بھی اضافہ ممکن ہے۔ ہماری رائے میں یہ قابل قدر محنت ہے اور ہم اختر صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مزید ہمّت دے اور وہ اس قسم کے ٹھوس علمی کام کرتے رہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس طرح انہوں نے کئی ایسے علماء کو زندہ کر دیا جن سے شاید ہی کوئی واقف ہو۔ مکتبہ رحمانیہ جو بہت سی اچھی کتابیں شائع کر چکا ہے۔ اس نے سفید کاغذ، اچھی کتابت و طباعت اور خوب صورت ڈائی دار جلد سے کتاب کو مزیّن کرکے پیش کیا ہے۔ ہم اہلِ علم سے سفارش کریں گے کہ اس خوب صورت کتاب کو جلدی حاصل کرکے مرتب و ناشر کی حوصلہ افزائی کریں۔

• تبصرہ کا مولانا غلام غوث ہزارویؒ نمبر

مولانا غلام غوث ہزاروی قدس سرہٗ ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے آپ نے اپنی طویل زندگی اللہ کے دین کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی اور اپنی طویل زندگی میں عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیئے آج آپ دنیا میں نہیں لیکن آپ کے کارنامے ہائے حیات ہمیشہ یاد رکھے جائیں

گئے۔ جانباز مرزا صاحب جیسے کہنہ مشق اہلِ قلم جو طویل عرصہ تک مولانا کے رزم و بزم کے ساتھی رہے اُنھوں نے آپ کی حیات و خدمات پر مشتمل تبصرہ کا ایک خصوصی نمبر نکالا ہے۔ جس میں مولانا عبیداللہ انور، مولانا قاضی شمس الدین مولانا محمد رمضان علوی، مولانا محمد سرفراز خان صفدر جیسے حضرات کی تحریریں شامل ہیں یہ خوبصورت اور وقیع رسالہ پانچ روپے میں مکتبہ تبصرہ ۴/۲ گلشن کالونی شاد باغ لاہور سے مل سکتا ہے۔

• حادثہ کربلا کا حقیقی پس منظر

بشیر الرحمن صاحب صدیقی کا یہ رسالہ جو ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے ایک ایسے واقعہ کے متعلق لکھا گیا ہے جو صدیوں سے امت کے لیے جذباتیت کا باعث بنا ہوا ہے۔ بشیر صاحب نے محنت اور کوشش سے اس عنوان پر لکھا ہے ہمارے خیال میں یہ رسالہ اربابِ فکر و نظر کے لیے سوچ کی کئی راہیں متعین کرے گا۔ ادارہ العثمانیہ، عثمانیہ روڈ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ سے ضرور حاصل کریں۔

• آسان علاج

حکیم نور احمد صاحب ہمارے قدیم طبیب اور صاحبِ قلم بزرگ ہیں آپ اس سے پہلے بھی متعدد قیمتی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ یہ رسالہ خالص گھریلو ضرورتوں کے پیشِ نظر لکھا گیا ہے تاکہ بوقتِ ضرورت و مجبوری لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ہر وقت ڈاکٹر یا حکیم کا میسّر آنا ضروری نہیں ــــ حکیم صاحب نے سہل اور آسان نسخہ جات لکھے ہیں جن سے ہر آدمی آسانی سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ پانچ روپے میں یہ رسالہ مکتبہ نور الصحت ۳۹-اے عبدالکریم روڈ قلعہ شاہ فیصل لاہور سے دستیاب ہے۔ ہم اس کے خریدنے کی سفارش کریں گے۔

الصلوٰة معراج المومنین

ہے یہ ارشادِ محمدؐ مصطفیٰ صلِّ علیٰ
ہر نمازی بالیقیں رکھتا ہے سر پر تاجِ حق
دل اگر ہو آئینۂ عکسِ رُخِ محبوب کا
ہیں نمازیں مومنوں کے واسطے معراجِ حق

آزاد شیرازی

بقیہ : اسلامی معاشرت

سناتا ہے اس کے برعکس، جو اس کے ساتھ نیکی کا برتاؤ نہیں کرتے اس کا مال اینٹھ لیتے ہیں، اس پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں انہیں سنگین قسم کے عذاب و انجام سے باخبر کرتا ہے تاکہ وہ اس دارالعمل میں اپنی اصلاح کر لیں۔ یتیم کی ناز برداری کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ حضور علیہ السلام کے تمام رفقاء آپ کی انتظار میں عیدگاہ میں نمازِ عید کے لیے منتظر تھے اور آپ ایک یتیم بچے کی تیاری میں مشغول تاکہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکے۔ امت میں اس جذبہ ترحم کی بیداری وقت کی ازحد ضرورت ہے، تاکہ معاشرہ کے ستم رسیدہ طبقات امن و چین کا سانس لے سکیں۔

مرتب: ظہیر میر

۷ رمئی۔ ۲ر رجب المرجب کو اسلامی مہینے کی پہلی جمعرات تھی اور جیساکہ قارئینِ کرام جانتے ہیں کہ ہر نوچندی جمعرات کو جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں بعد از مجلسِ ذکر تقریر کی بجائے سوا لاکھ کی تعداد میں آیت کریمہ پڑھی جاتی ہے۔ ہر جمعرات کی نسبت نوچندی جمعرات کو لوگ خاصی تعداد میں دور دراز سے تشریف لاتے ہیں۔ اس دفعہ بھی سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ سے تعلق رکھنے والے اور دیگر حضرات بہت بڑی تعداد میں تشریف لائے۔ بعض نئے آنے والوں نے بیعت مسنونہ کی اور سلسلہ میں شامل ہوئے۔ ان میں کراچی، ملتان، جھنگ، سرگودھا، شیخوپورہ، اور گوجرانوالہ کے لوگ زیادہ تعداد میں تھے۔ حضرت میاں سراج احمد صاحب دین پوری دامت برکاتہم کے صاحبزادے حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب مدظلہٗ بھی جو آج کل یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں انہوں نے بھی اس پاک محفل میں شرکت فرمائی۔ ان سے ملنے کے لیے مختلف اوقات میں مختلف مقامات کے لوگ تشریف لاتے رہے اور فیضِ عام سے مستفیض ہوتے رہے نوچندی جمعرات کو حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور ساری رات اسباق ذکر اور لوگوں کے مسائل سنتے رہے اور حاجت مندوں کے لیے تعویذات کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔

۸ رمئی۔ بروز جمعۃ المبارک بطریق سابق انجمن کے امیر محترم نے نماز جمعہ پڑھائی۔ اور نماز جمعہ سے پہلے خطاب عام بھی فرمایا۔ نماز کے بعد مختلف حضرات نے حضرت سے ملاقات کی اور مختلف مسائل پر حضرت سے ہدایات لیں۔

۱۰ رمئی بروز اتوار امیر انجمن حضرت اقدس نے سارا دن انتہائی مصروف گزارا۔ اس روز حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی مدظلہ العالی حضرت سے ملنے کے لیے تشریف لائے سارا دن حضرت اقدس نظام العلماء کے سلسلہ میں مختلف وفود سے ملاقاتیں کرتے رہے حضرت مولانا محمد اجمل خانصاحب، حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب اور حضرت مولانا حمید الرحمٰن صاحب نے بھی اس دن حضرتِ اقدس سے نظام العلماء کے سلسلہ میں ملاقات کی۔ اور مختلف مسائل پر تبادلہ خیال کیا رات کو پھر ایک نشست ہوئی۔ جس میں نظام العلماء کے ذمہ دار حضرات نے شرکت کی اور باہم صلاح مشورے سے ایک فارمولے پر اتفاق ہوگیا۔ چنانچہ حضرت اقدس رات تقریباً ساڑھے بارہ بجے اپنے رفقاء کے ساتھ جامعہ مدنیہ تشریف لے گئے۔ مختلف علاقوں سے آئے ہوئے نظام العلماء کے ساتھیوں سے مختصر خطاب کیا اور دعا فرمائی۔

۱۱ رمئی بروز پیر ۳ بجے سہ پہر مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ میں حضرت اقدس نے نظام العلماء کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس پریس کانفرنس میں نظام العلماء کے ناظم مولوی فضل الرحمٰن صاحب حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی، جناب محمد زمان خاں صاحب اچکزئی اور نظام العلماء پاکستان کے بعض دیگر حضرات نے شرکت کی۔ پریس کانفرنس کے بعد حضرت اقدس نے فیصل آباد سے آئے ہوئے ایک وفد جس کی قیادت جناب ندیم اقبال صاحب اعوان صدر جمعیۃ طلبائے اسلام کر رہے تھے سے ملاقات فرمائی۔ وفد کے مسائل سنے اور ہدایات دیں اس کے بعد حضرت اقدس نے جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب یونیورسٹی یونٹ کے صدر جناب عبدالرحمٰن کو بیعت فرمایا۔ طریقہ ذکر بتلایا اور مختلف نصیحتیں فرمائیں۔ اس نشست میں جمعیۃ طلباء اسلام کے صدر اور دیگر احباب نیز جنرل سیکرٹری احقر ظہیر میر بھی موجود تھے۔

۱۲ رمئی بروز منگل بہاول پور میڈیکل کالج کے ممتاز طالب علم رہنما اور جمعیۃ طلبائے اسلام کے صدر ہردلعزیز ساتھی جناب محمد اعظم چیمہ صاحب ظہرانے پر تشریف لائے میاں محمد اجمل قادری صاحب نے انہیں خصوصی طور پر مدعو کیا تھا۔ اسی دن انجمن کے امیر محترم نے مولانا محمد اجمل۔ مولانا زاہد الراشدی سے دفتری معاملات اور جماعتی امور کے بارے میں مختلف مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔

حفظ اللسان

مرتب

شگفتہ یاسمین

بہنوں کو فضول باتوں سے پرہیز کرنی چاہیئے:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ترجمہ: "اور جو لوگ نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے۔" (یعنی فضول اور بے کار مشغول میں وقت ضائع نہیں کرتے کوئی دوسرا شخص لغو اور نکمی بات کہے تو ادھر سے منہ پھیر لیتے ہیں۔)

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومنوں کی صفت یہ ہے کہ وہ فضول باتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں، نہ ایسی مجلسوں کو اختیار کرتے ہیں اور نہ ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

ہمارے ہاں خاص طور پر عورتوں کی یہ عادت ہے کہ جب تک وہ اپنی ہمسایہ عورت سے گھنٹہ دو گھنٹہ گپیں نہ ہانک لیں اور ایک دوسرے کی غیبت اور چغلی نہ کرلیں انہیں چین نہیں آتا۔ اور وہ اکثر وقت لغو باتوں میں گذار دیتی ہیں۔ (لغو باتیں وہ ہوتی ہیں جن میں دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا۔)

حدیث شریف میں آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيْهِ

ترجمہ: آدمی کے اسلام کی خوبی اس میں ہے کہ وہ فضول باتیں چھوڑ دے۔)

مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ فضول باتوں میں مشغول نہ ہو۔ اور بیہودہ گوئی سے پرہیز کرے مومن کو جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے کراماً کاتبین اس کی ہر بات نوٹ کرتے ہیں قیامت کے روز یہ فضول باتیں عذاب کا سبب بنیں گی۔ لہذا بہنوں کو فضول باتوں سے پرہیز کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی باتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

✤ ✤ ✤ ✤ ✤

بزرگوں کے کارنامے

حضرت ابوالحسن نوریؒ حضرت جنید بغدادیؒ کے ہمعصر تھے ایک مرتبہ تمام بغداد میں مشہور ہوگیا کہ آپ بدعتی ہیں۔ خلیفۂ وقت نے قاضی کو حکم دیا کہ آپ کے عقائد کا امتحان لے۔ قاضی نے دربار میں بلا کر آپ سے پوچھا اگر کسی شخص کے پاس بیس روپے ہوں تو وہ زکواۃ کیا دے گا۔ آپ نے جواب دیا۔ ساڑھے بیس روپے۔ قاضی نے پوچھا وہ کیسے؟ آپ نے جواباً کہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی سنّت یہی ہے کہ گھر میں اللہ کے نام کے سوا کچھ نہ چھوڑا جائے۔ قاضی نے ساڑھے بیس روپے کی وضاحت چاہی؟ تو آپ نے کہا کہ آٹھ آنے جرمانہ ہے کہ بیس روپے کیوں جمع کئے گئے۔

خلیفہ متقی باللہ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو دربار میں بلا کر نہایت عزت و تکریم کی اور پھر پوچھا۔ اپنی کوئی خواہش بیان کریں۔ جو میں پوری کرسکوں۔ آپ نے کہا صرف یہ خواہش ہے کہ آپ مجھے بھول جائیں اور پھر کبھی یاد نہ کریں۔

حضرت جنیدؒ سے کسی نے ایک مرتبہ پوچھا کہ دل کب خوش ہوتا ہے آپ نے جواب دیا۔ جب اللہ دل میں بس جائے۔

اجمل غریب والدین کا بیٹا تھا۔ لیکن تھا بڑا ذہین اور ہوشیار۔ وہ چھٹی جماعت میں تھا کہ اس کے والدین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ باپ کے مرنے کے بعد اجمل سکول سے چھٹی کے بعد چھوٹے بھائی اور اپنی ماں کا پیٹ پالنے کے لیے محنت مزدوری کرتا۔ اس کی ماں بھی لوگوں کا گھریلو کام کاج کر کے کچھ پیسے حاصل کرتی اس طرح ان کی گذر بسر ہو رہی تھی کچھ دیر بعد اس کی ماں بھی بیمار پڑ گئی۔ بڑے علاج معالجے کرائے گئے لیکن وہ جانبر نہ ہو سکی۔ اجمل کی ماں نے اس دار فانی سے رخصت ہونے سے پہلے اسے وصیت کی۔

"بیٹا! کبھی جھوٹ نہ بولنا، حالات کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرنا۔ کسی کا حق۔ ہرگز نہ چھیننا، چوری جیسے خطرناک گناہ سے ہمیشہ بچنا اور چھوٹے بھائی کا خیال رکھنا۔" ماں کی وفات کے تین سال بعد تک اجمل بڑی ثابت قدمی سے حالات کا مقابلہ کرتا رہا۔ بدقسمتی سے وہ فرم جس میں اجمل کام کرتا تھا بند ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد اس کا بھائی بیمار پڑ گیا اس پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ کیا کرے۔ اس نے ملازمت کے لیے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن ہر جگہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ادھر بھائی کی بیماری بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ آخر اُسے ایک ناپاک خیال آیا اس نے سوچا کہ کیوں نہ چوری کرکے روپے حاصل کئے جائیں۔ یہ سوچ کر کچھ اطمینان ہُوا پھر وہ ایک رات اندھیرے کی آڑ لیتا ہُوا ایک مکان کی دیوار پھلانگ کر اندر پہنچا اور چوروں کی سی چال چلتے ہوئے تجوری کے پاس گیا وہ تجوری کھولنے کے لیے آگے بڑھا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں ماں کے الفاظ گونجنے لگے۔

"بیٹا کبھی جھوٹ نہ بولنا، حالات کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرنا۔ کسی کا حق ہرگز ہرگز نہ چھیننا، چوری جیسے خطرناک گناہ سے ہمیشہ دور رہنا اور چھوٹے بھائی کا خیال رکھنا۔"

وہ تجوری سے پیچھے ہٹ گیا۔ یہی الفاظ اس کے کانوں میں برابر گونج رہے تھے پھر وہ نہ جانے کیا سوچ کر واپس چلا آیا۔ جب گھر پہنچا تو بھائی کی حالت پہلے سے قدرے بہتر تھی۔ صبح اسے ایک کارخانہ میں ملازمت مل گئی۔ علاج کی بدولت اس کا بھائی جلد ہی صحت یاب ہو گیا۔ اس نے بھائی کو سکول میں داخل کرا دیا۔ ایک عرصہ گذرنے کے بعد اس کا بھائی پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بن گیا۔ اس طرح ان کی مصیبت کے دن کٹ گئے اور خوشحالی، فارغ البالی کے دن آ گئے۔ مصیبت کے بعد راحت اور دکھ کے بعد سکھ ہوتا ہے۔ یہی بات قرآن کریم میں ارشاد فرمائی گئی ہے:

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

ارشد جبیں، گوجرانوالہ

کیا آپ جانتے ہیں کہ

۱۔ کولمبس ایک جولاہے کا لڑکا تھا

۲۔ قطب الدین ایبک تین روپے میں فروخت شدہ غلام تھا۔

۳۔ فرعون کا اصلی نام طوطنخ آمون تھا

۴۔ دنیا کا سب سے بڑا ریڈیو اسٹیشن بی۔ بی۔ سی لندن ہے۔

۵۔ آج تک کوئی صدی، ہفتہ، بدھ اور جمعہ سے شروع نہیں ہوئی۔

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴
منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۲۲۱۹ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۵۶ء ۲۔ پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۳، ۲۴۸۱ ۔ ۲۳ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
۳۔ کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۷، ۲۰۶۷ ۔ D-D-A9 ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء ۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ ۔ ۶/۴۰/۱۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۶۷ء
مکتبہ خدام الدین لاہور
شیرانوالہ گیٹ
ہر قسم کے دینی لٹریچر کا مرکز
آپ کو
کوئی بھی کتاب مطلوب ہو تو صرف ۲۰ پیسے کا کارڈ لکھ بھیجئے
مطلوبہ کتاب گھر بیٹھے آپ کو مل جائے گی۔
ہماری خصوصیت
تمام آرڈروں کی تعمیل
صرف 5 دن میں
ڈاک خرچ بذمہ ادارہ